بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

ماہ دسمبر تقریباً ہر جگہ زیادہ سرگرمی و سرجوشی کا مہینہ ہوتا ہے اکثر کانفرنسیں ۔ اہم جلسے کانووکیشن اسی مہینہ میں ہوتے ہیں۔ لیکن سال گذشتہ کا یہ مہینہ پورے ملک میں ایک خاص چہل پہل اور جوش و خروش کا تھا۔ روس کے وزیر اعظم اور دوسرے روسی لیڈروں کے دورے کے موقع پر شاہ سعود کا دورہ ہند اگرچہ محض ایک اتفاق تھا لیکن اس اتفاق میں طرفگی اور حسن اس لئے پیدا ہو گیا کہ یہ دونوں شخصیتیں صرف کسی ملک کے فرمانروا کی نہیں بلکہ زندگی ، فکر و عمل اور طریق بود و ماند کے دو مختلف نظاموں کے نمائندوں کی حیثیت رکھتی تھیں ۔ ایک نظام وہ ہے جس کے فکر و عمل کے تار و پود میں خدا اور مذہب کے تصور کی کہیں کوئی گنجایش نہیں ہے اس کے برعکس دوسرا نظام ہے جس کی اساس ہی خدا اور مذہب کی ضرورت کے اعتقاد پر ہے ۔ ایک نظام میں اہمیت صرف مادی قدروں کی ہے ۔ اس کی لغت میں روحانیت ایک لفظ بے معنی سے زیادہ نہیں ۔ دوسرے کے نزدیک اہمیت جو کچھ ہے روحانی اور اخلاقی اقدار کی ہے ، مادی قدروں کی اگر تھوڑی بہت کچھ وقعت ہے تو صرف اتنی کہ خوردن برائے زیستن ست نہ کہ زیستن برائے خوردن

ہندوستان کی حکومت چونکہ سیکولر ہے اور خارجہ پالیسی میں ناطرفدار ہے اس بنا پر وہ ہر ملک سے خواہ اس کا دستور و آئین اور مذہب و سیاست کچھ ہی ہو دوستانہ تعلقات رکھنا چاہتی ہے کیونکہ ناطرفداری کے ساتھ دوستی اور غیر جانبداری کے ساتھ باہمی رواداری اور حقیقی ہمدردی و غمگساری صرف یہی دو چیزیں ہیں جو دنیا میں امن و امان کے قیام کی کفیل بن سکتی ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں جس حکومت کا بھی فرمانروا آئے ۔ وہ خواہ پاکستان کا گورنر جنرل ہو یا مصر کا وزیر اعظم نیشنلسٹ چائنا کا وزیر اعظم ہو یا مارشل ٹیٹو ۔ ہر ایک کا خاطر خواہ احترام و استقبال کیا جاتا ہے اور مہمانداری کے لوازم و شرائط پوری فراخ دلی اور کشادہ پیشانی کے ساتھ ادا کئے جاتے ہیں ۔ چنانچہ روس

کے لیڈروں اور شاہ سعود کی آمد پر بھی ایسا ہی ہوا۔

یوں تو عرب وہند کے تجارتی۔ لسانی اور کلچرل تعلقات اسلام سے بھی بہت پہلے سے ہیں اور ان تعلقات کو مسلمان حکمرانوں کے زمانہ میں اور فروغ ہوا اور مزید استواری نصیب ہوئی لیکن دونوں ملکوں کے تعلقات کے علاوہ جہاں تک کہ خاص مسلمانوں کا تعلق ہے عرب ممالک میں خاص حجاز مقدس ان کی روحانی اور دینی ارادت کا مرکز ہے اس بنار پر مسلمانوں کے لئے شاہ سعود کی حیثیت صرف ایک والی اور آمر کی نہیں بلکہ پاسبانِ حرم اور خادمِ ارضِ قدس کی بھی ہے اور اس لئے مسلمانانِ ہند کے واسطے اس سے بڑھ کر خوشی کا اور کیا موقع ہو سکتا تھا کہ پاسبان و نگران حرمین شریفین کی ضیافت و جہانداری کی جو سعادت ان کو خود مسلمان بادشاہوں کے زمانہ میں حاصل نہیں ہوئی وہ آج ملک کی خود اپنی سیکولر اور جمہوری حکومت کے عہد کے ابتدائی دور میں ہی ان کو حاصل ہو گئی اور وہ بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں۔

ہونے کو تو ہوتی ہے ہر اک شام سہانی　　وہ آئے تو کچھ اور سلونی سی ہوئی شام

پھر بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ شاہ یہاں آئے اور کچھ دن رہے تو بالکل اس طرح جیسے کہ ایک مسلمان اور وہ بھی عرب۔ اور پھر وہ بھی حجاز مقدس کے والی کو ہونا چاہیے۔ فیاضی اور سیر چشمی۔ کشادہ دستی اور بلند نگاہی۔ اولوالعزمی اور مردانگی یہ وہ اوصاف ہیں جو عربوں کی گھٹی میں پڑے ہوئے ہیں۔ خوش خلقی اور خوش خوئی۔ انسانیت نوازی۔ محرمات سے اجتناب۔ اخلاقی بلندی۔ اوامر و نواہی شریعت کی پاسداری اور ان کا لحاظ یہ وہ امور ہیں جن کی رعایت ہر مسلمان کے لئے ضروری اور لازمی ہے۔ شاہ نے ہند کے دوران قیام و سیاحت میں بحیثیت عرب و مسلمان ان دو گونہ اوصاف و کمالات کا مظاہرہ پورے آب و تاب کے ساتھ کیا۔ داد و دہش کا یہ عالم کہ بلا امتیاز مذہب و ملت جدھر کو نکل گئے نقرہا ئے زر و سیم بکھیرتے چلے گئے۔ اوامر و نواہی شریعت کا یہ احترام کہ نہ کوکٹیل پارٹیز ہیں۔ نہ ڈانس نہ میوزک۔ نہ باجا اور نہ گانا نہ سرب کا سیاحتِ عادیات کے جلوسہ نہ تہذیب جدید کی ایمان سوز حرکات کا مظاہرہ۔ پھر حکومت ہند کی یہ ادا شناسی بھی بڑی